برطانوی حکومت اور بریلوی علماء کا کردار

تحریر = اشرف جاوید
انچارج مدیر جامعہ سلفیہ فیصل آباد

وہابی تحریک کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور انگریزوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے پوری زندگی صرف کر دی۔ ہندوستان میں انگریزوں کے مدمقابل سلطان حیدر علی اور سلطان فتح علی ٹیپو تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انگریز ہمارے ملک پر ناجائز قابض ہو چکے ہیں۔ لہٰذا جس طرح بھی ہو ان کو ختم کر دیا جائے اس کے لئے سلطان نے جنگیں بھی لڑیں مگر وہ تنہا اس سیل بلا کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اسلامی ممالک کو ہندوستان کے حالات سے آگاہ کیا۔ مگر کہیں سے اس کی اعانت نہ کی گئی۔ ادھر انگریز نے نظام دکن اور مرہٹوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس طرح ان تینوں دشمنوں کی مشترکہ یلغار اور اس کے درباری غداروں کی ریشہ دوانیوں سے سلطان کو شکست ہوئی اور وہ خود میدان جنگ میں لڑتا ہوا شہید ہوا۔

اس کی شہادت پر انگریزوں نے کہا "آج ہندوستان ہمارا ہے" ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی شہیدین کی تحریک دراصل اسی تحریک کا ایک حصہ تھی۔ سید احمد شہیدؒ اور اسماعیل شہیدؒ نے پوری زندگی اسلام کی سرفرازی کے لئے صرف کر دی۔ اس دور کے چند نام نہاد مولویوں نے جن کے ماضی میں کچھ بھی نہ تھا۔ کہنا شروع کر دیا۔ کہ شہیدین کی تحریک انگریز کے حق میں تھی۔ جیسے آج کل زہر اگلا جا رہا ہے۔ یہ لوگ اپنا جرم چھپانے کے لئے یہ فعل کر رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے سوائے مخالفت کے کچھ بھی نہیں کیا۔ ہم بریلوی علماء سے اچھی طرح واقف ہیں کہ مولوی فضل حق، مولوی عبدالحق، مولوی فضل امام خیر آبادی، مولوی عبدالقادر رام پوری اور مولوی فضل رسول بدایونی کا کردار کیا تھا۔ اس مضمون میں ان کا مختصر ذکر کیا جائے گا اور انشاء اللہ کسی دوسری قسط میں مولوی فضل حق خیر آبادی جنگ آزادی کے نام نہاد ہیرو کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ اس کا ماضی کیا تھا۔ اور زندگی کے حسین لمحات کہاں کہاں اور کیسے گزرے۔ فقط یہاں سید اسماعیل شہیدؒ و سید احمد شہید کی تحریک چند حوالوں کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں کہ یہ انگریز کے حق میں تھی یا مخالفت میں اور ساتھ ہی بعض بریلوی علماء کا کردار بھی قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

ٹیپو سلطان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے مشرق میگزین (۳ مئی ۱۹۸۵ء) نے لکھا ہے کہ "نفاذ شریعت کا ٹیپو سلطان کا کارنامہ اتنا گراں قدر ہے۔ آج اس کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آج پاکستان کو وہی حالات درپیش ہیں۔ ٹیپو سلطان کے اس کارنامے کا ذکر کرنے سے قبل ان کے دیگر

کارناموں کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً انہی کا فیض تھا کہ سید احمد شہید کو اللہ تعالیٰ نے آزادی کی خاطر جنگ لڑنے اور اسلامی نظام کے نفاذ کی توفیق بخشی اور اسی چراغ سے ۱۸۵۷ء کو آزادی کا چراغ روشن ہوا۔۲۔ سلطان ٹیپو کی تحریک آزادی اور سیدین شہیدین کی تحریک جہاد دونوں ہندوستان میں احیائے اسلام کی تحریکیں تھیں۔ علامہ اقبال نے سلطان شہید کے متعلق لکھا ہے۔

ترکش مارا فرنگ آخریں

ادھر شہیدین کی تحرک انگریز کے لئے وبال جان بنی رہی۔ انگریز مائیں اپنے بچوں کو وہابیوں کا نام لے کر ڈراتی تھیں (وہابی آگیا وہابی آگئے)۔۳ اگر کسی جگہ کوئی پتہ بھی کھڑکتا تو خیال کرتے کہ وہابی آگئے۔ ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہماری سرحد پر ایک باغی گروپ بیٹھا ہے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے ناک میں دم کر رکھا ہے یہ لوگ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔ اکثر معرکوں میں ہمارے مقابلے میں ان کو فتح حاصل ہوئی۔

بنگال کی فرائضی تحریک بھی دراصل وہابی تحریک تھی۔ اس کا بانی محمد بن عبدالوہاب سے تربیت یافتہ تھا۔ ان کی پوری زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے گزری اور ان کے بیٹے بھی اس مشن پر گامزن رہے اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے کیا کیا حربے استعمال کئے مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ تحریک مولانا حاجی شریعت اللہ کی بنگال کے جاگیرداروں اور زمینداروں کے کاشت کاروں پر مظالم اور ان کے استحصال کے خلاف ایک احتجاجی تحریک تھی۔ اس تحریک کی مقبولیت کو روکنے کے لئے زمینداروں نے پولیس کا سہارا لیا۔ تحریک کے رہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کرائے۔ انگریز تاجر اور زمیندار کے غیظ و غضب کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے تقریباً آٹھ سو آدمیوں کی مدد سے دودھو میاں (ابن حاجی شریعت اللہ) کے گھر پر دھاوا بول دیا۔ ان کی املاک کو نقصان پہنچایا۔ کئی ایک مکانوں کو آگ لگا دی۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ ان کے خلاف مقدمہ قائم کر دیا۔ عدالت میں شہادتوں کے دوران یہ ثابت ہو گیا کہ پولیس نے ان انگریز تاجروں اور زمینداروں سے پہلے ہی ساز باز کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ دودھو میاں کو سنہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران نظربند کر دیا گیا ۱۸۵۷ء سے قبل دودھو میاں نے کم از کم اسی ہزار سرگرم کارکن اپنے گرد جمع کر لئے تھے اور اس وقت عام تاثر یہ تھا کہ اس تحریک کا مقصد انگریز حکمران کو بنگال سے نکالنا اور مسلمانوں کی حکومت کو بحال کرنا ہے۔۴۔

صحیفہ غالب کا مولف لکھتا ہے ۱۸۵۷ء نومبر میں برطانیہ کی حکمران ملکہ وکٹوریہ کا ایک شاہی اعلان ہندوستان میں سنایا گیا جس کے ذریعے ملکہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کر کے ہندوستان کی

حکومت تاج برطانیہ کے تحت کر دی۔ مکمل مذہبی آزادی کا اعلان کیا۔ برطانوی نوکروں کے لئے رنگ و قومیت کا امتیاز اٹھا دیا۔ اور تمام مجاہدین جن پر قتل کا الزام تھا۔ معاف کر دیا۔ لیکن اس اعلان کے باوجود شمالی ہند کے مسلمانوں کے لئے ابتلاء و آزمائش کا زمانہ ختم نہ ہوا بلکہ پکڑ دھکڑ جاری رہی اور پھانسیوں اور کالے پانی کی سزاؤں سے نجات ملی۔ انہیں سیاسی و اقتصادی تعلیمی مذہبی نقصان پر مفلوج بنا دینے کا سلسلہ برابر جاری رہا۔۵۔ اگر وہابی تحریک انگریز کے خلاف نہ تھی۔ پھر پکڑ دھکڑ اور کالے پانی کی سزا کا کیا مقصد؟ پڑھا لکھا طبقہ جانتا ہے کہ مولانا محمد جعفر تھانیسری نے کتنی مدت کالے پانی کی سزا کاٹی۔ مولانا احمد اللہ' مولانا یحیٰ علی' مولانا مبارک علی کون تھے۔ مولانا ولائت علی' مولانا عنایت علی اور مولانا محمد عبداللہ غازی سے زمانہ واقف ہے۔ مولانا فضل الٰہی' مولانا عبدالقادر قصوری' مولانا محمد علی قصوری اور مولانا داؤد غزنوی وغیرہ کا تعلق کن سے تھا۔

اب ہم بریلوی علماء کے کردار کی طرف آتے ہیں کہ مولوی فضل امام' مولوی عبدالواحد خیر آبادی کے شاگرد اور مولوی فضل حق صدر الدین کے استاذ تھے۔ علم و عمل میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ دہلی کے صدر الصدور انگریزوں کی طرف سے مقرر تھے۔ ہمیشہ سرکار حکام وقت میں مناصب بلند سے سرفراز اور ابتائے عہد سے ممتاز رہے۔۶۔ دوسرے مقام پر وقائع عبدالقادر لکھتے ہیں کہ مولوی فضل امام بن شیخ محمد اور شدہر گاہی فاروقی خیر آبادی کا وطن تھا۔ مولانا عبدالواحد کے شاگرد ارشد تلامذہ سے تھے علوم نقلیہ و عقلیہ کی تحصیل کر کے دہلی پہنچے۔ حکومت انگریز کی طرف سے پہلے مفتی پھر صدر الصدور مقرر ہوئے۔۷۔ تذکرہ ہند کا مصنف و مرتب لکھتا ہے کہ مولوی فضل امام خیر آبادی شیخ فاروقی مولوی عبدالواحد خیر آبادی کے شاگرد تھے۔ دہلی میں صدر الصدور کے عہدے پر انگریزی سرکار کی طرف سے ممتاز رہے۸۔ جناب حامد قادری لکھتے ہیں کہ عبدالحق کے دادا مولوی فضل امام خیر آبادی تھے۔ جن کی تصنیف منطق میں آج تک شامل درسیان ہے۔ بہت سی تصنیف کی ہیں۔ ریاست پٹیالہ میں ملازمت کی پھر دہلی میں صدر الصدور رہے۹۔ مولانا انتظام اللہ شہابی نے تحریر کیا ہے کہ مولانا دہلی میں صدر الصدور کے فرائض سرانجام دیتے تھے۱۰۔ ان شہادتوں سے واضح ہے کہ حضرت صاحب انگریز کے حامی و ناصر تھے۔ یہ عہدہ کیوں قبول کیا۔ کیا اسباب تھے؟ ان کی زبانی سنئے۔ "انگریزوں کو اسی بات کی بڑی خواہش و جستجو تھی کہ مسلمانوں کے خاندانی و ذی وجاہت اشخاص' افتاء و صدارت کے مناصب قبول کر لیں۔ تاکہ شمالی ہند میں انگریزی حکومت عوام میں مقبول ہو سکے۔ ہندوستان کے لئے بڑا عہدہ صدر الصدور عدالت کا تھا۔ ان اکابر و افاضل کو یہی پیش کیا جا سکتا تھا۔ دہلی کیونکہ قدیم دارالسلطنت اور اسلامی تہذیب کا مرکز تھا۔ اس لئے یہاں کی صدارت کے لئے خصوصیت سے اہتمام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مولوی فضل حق کے والد' فضل امام صدر الصدور مقرر کئے گئے۔ اس کے باوجود

بریلوی حضرات کا دعویٰ ہے کہ جنگ آزادی ہم نے لڑی۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

اس سے بڑھ کر جناب ایوب قادری مرحوم متعصب حنفی لکھتے ہیں' ایک طرف یہ فرمانبردار بندے دین و ملت کی خاطر میدانی جہاد میں اپنی جانیں نچھاور کر رہے تھے۔ اس زمانے میں اس تحریک کے سب سے زیادہ مخالفت مولوی فضل حق خیر آبادی ایجنٹ دہلی کے محکمہ میں سر رشتہ دار' فضل رسول بدایونی کلکٹری بدایون سہوان میں سررشتہ دار تھے۔ حکومت برطانیہ کی دور اندیشی اور پالیسی ملاحظہ ہو کہ اس نے مسلمانوں کے ذہن اور صاحب علم و فضل طبقے کو سرکاری خدمات کے لئے حاصل کر لیا۔ دہلی میں دبیر الدولہ نواب قدیر الدین (ف ۱۸۲۸ء) منشی زین العابدین (ف ۱۸۵۶ء) مفتی صدر الدین (ف ۱۸۶۸ء) مولوی فضل امام خیر آبادی' محمد صالح برادر فضل امام منشی' فضل عظیم خیر آبادی بدایون میں مولوی رسول بدایونی (ف ۱۸۷۶ء) مولوی علی بخش صدر الصدور (ف ۱۸۸۵ء) مراد آباد میں مولوی عبدالقادر چیف رام پوری۔ الہ آباد میں مفتی اسد اللہ (ف ۱۸۸۲ء) اور قاضی عطاء اللہ چڑیا کوٹی' کلکتہ میں قاضی نجم الدین کاکوروی اور ان کے اجداد قاضی سعید الدین' مولوی حکیم الدین (ف ۱۸۵۴ء) قاضی علم الدین وغیرہ مدارس میں قاضی ارتضاء علی گوپا مئوی (ف ۱۸۵۴ء) اور ناسک میں خان بہادر مولوی عبدالفتاح مفتی برصغیر پاک و ہند کے وہ اعاظم و افاضل ہیں۔ جنہوں نے منصب افتاء و اقضاء اور صدر الصدور کے ذریعے سرکاری کمپنی کے انتظام و اقتداء حکومت کو بحال اور مضبوط کیا[۱۱]۔ ان حقائق کی روشنی میں اہل نظر فیصلہ کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ کون تھے۔ مولوی فضل رسول بدایونی کا ۱۸۵۷ء کی تحریک میں شامل ہونا ثابت نہیں ہے[۱۲]۔

اب ہم نام نہاد "ہیرو" جناب فضل حق خیر آبادی کا تعارف کرواتے ہیں۔ ان کا تحریک آزادی میں کیا کردار تھا۔ ایک تو یہ کہ اس "مرد مجاہد" کے ۱۸۵۷ء کے فتویٰ پر کہیں دستخط دور بین لگانے سے بھی نظر نہیں آتے۔ یار لوگوں نے اس قدر پروپیگنڈا کیا کہ حضرت خیر آبادی مجاہد ملت تھے۔ کیونکہ جھوٹا انسان شور کے ذریعے غالب آنا چاہتا ہے مگر حقائق اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ اب دیکھنا ہے کہ جنگ آزادی کب شروع ہوئی اس وقت مولوی فضل حق کیا تھے۔ جنگ آزادی کا فتویٰ ۲۶ جولائی ۱۸۵۷ء کو صادر ہوا۔ اور مولوی فضل حق صاحب ریاست الور سے نشرو و اشاعت کرتے ہوئے اگست ۱۸۵۷ء میں دہلی پہنچے میرٹھ اور دوسری چھاؤنی میں کارتوس کا قضیہ زور پکڑ چکا تھا۔ گائے اور سور کی چربی کی آمیزش سے ہندو اور مسلمان فوجی بگڑے ہوئے تھے[۱۳]۔ مگر مولوی صاحب موصوف ریاست الور کے ہندو حکمران کی ملازمت فرما رہے تھے۔ جس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "اس صدری کے شروع میں مہاراجہ بختاور سنگھ نے مرہٹوں کی لڑائی میں انگریزوں کا ساتھ دیا تھا[۱۴]۔ جب زمانہ میں

شور و شر پھیلا تو مولوی فضل حق خیر آبادی نے دہلی کا عزم کیا۔ اور بارگاہ سرکار میں بازیابی کے آرزو مند ہوئے۔ نذر و نیاز کے لئے بہت سا روپیہ پیش کیا۔ اور حصول عہدہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ کامیابی کے اشتیاق نے انہیں بے صبر کر دیا۔ تو بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک تمہاری مراد خوش خبری ظہور میں آئے اور کشتی آرزو ساحل مقصود تک پہنچے' صبر کرو۔ یہ واقعہ ۱۹ اگست ۱۸۵۷ء (۲۷ ذی الحجہ) کا ہے ۱۵۔

ظاہر ہے ۲۶ جولائی کو صادر ہونے والے فتوے کے چوبیس دن بعد یہ حضرت دہلی پہنچے جب یہ خود ساختہ مجاہد کبیر غلط مخبری پر پکڑا جاتا ہے تو یوں بلبلانے لگتا ہے "میرے اس تغیر حال چغل خوروں کی خبر رسانی' اور مخبروں کی ریشہ دوانی پر دشمن خوشیاں منا رہے تھے۔ ماش کی دال غذا تھی۔ گوشت' پیاز' ترکاری' ککڑی' کچھ میسر نہیں تھی" مزید برآں حضرت صاحب خود لکھتے ہیں کہ انہوں نے سخت موٹا اور چبھنے والا بستر ایسے راحت پسند شخص کو دیا۔ جو نرم بستر کا عادی تھا۱۶۔ اور دوسری طرف علمائے اہلحدیث ہیں جن کو کالے پانی اور پھانسیوں کی سزا دی گئی۔ مگر کسی نے انگریز کے سامنے سجدہ ریزی نہیں کی بعض حضرات کو تو عین عید کے دن ملک بدر کیا گیا مگر ان کی زبانوں پر۔

نہ گلہ "تھا" دوستوں کا نہ شکایت

اب مولوی فضل حق کے بیٹے کے بارے میں انگریز کی عنایات ملاحظہ فرمایئے۔۔

مولانا کی سیر چشمی اور استغناء کے ثبوت کے لئے یہ واقعہ بھی کم اہم نہیں کہ علامہ فضل حق کے فرزند عبدالحق کو فضل حق کی ضبط شدہ جائیداد میں سے پندرہ سال کے بعد سند خطاب شمس العلماء کے ساتھ کچھ گاؤں میں واپس ہوئے اور یہ ہیں فضل کے فرزند عبدالحق اور اس انگریزی سند کا ترجمہ یوں ہے "میں آپ کو ذاتی امتیاز کے طور پر شمس العلماء کا خطاب پیش کرتا ہوں" دستخط لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند اور عبدالحق کے بیٹے کا حال "ہم امید کرتے ہیں کہ ہز ہائی نس فرمانروائے رام پور اعلیٰ گورنمنٹ نظام شمس العلماء مرحوم کے وظائف ان کے بیٹے مولانا عبدالحی صاحب کے نام منتقل فرما دیں گے"

ہندوستان میں بدعت کو فروغ دینے والے متجدد اعظم کے بارے میں ان کی کتاب کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ غلام احمد قادیانی کی طرح احمد رضا کے شاگرد فضل رسول بدایونی اور ان کے ہم نوا طبقہ کو انگریز نے خرید لیا۔ مولانا احمد رضا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ چونکہ ہماری حکومت یعنی انگریز حکومت ہم پر اس درجہ مہربان و شفیق ہے کہ حامیوں کے خلاف مدد اعانت مالی اور دیگر ذرائع سے کرتی ہے۔ اور اس نے نہ صرف ہماری ذمہ داری لے رکھی ہے بلکہ ماہوار زر کثیر ہمیں باقاعدگی سے ادا کرتی ہے لہذا تمام مسلمانوں کو اس کی اعانت فرض ہے اور وہابیوں نے جو افراتفری ہماری مہربان حکومت کے خلاف مچا رکھی ہے۔ ہم اس کی مسلمانان ہند کے پیشوا کی حیثیت سے پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ایسی حکومت

الہیہ انگریز حکومت کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں" دوسری جگہ یوں رقم کرتے ہیں۔ "ہماری مہربان حکومت نے جتنی امداد کی ہے اگر تمام روپیہ وہابیوں کے قلع قمع کرنے اور مخالفت میں صرف کرتے تو وہ فتنہ ابھی تک مٹ چکا ہوتا اور ہماری حکومت کو دشواری کے بغیر امن و سکون سے حکومت کرنے کا موقع ملتا۔ مگر افسوس ہے کہ ذاتی اخراجات بحیثیت پیشوا کے تھے۔ ہم اس طرح رقم یا نصف یا اس سے کم اپنے پاس رکھتے' توقع ہے کہ ہماری حکومت اب ہمیں مزید مالی امداد دے کر اپنی فلاح کا سامان بطریق احسن کرے۔ گی۔ وہابی علما اپنے پیشوا سید احمد اور اسماعیل ہماری حکومت کی مخالفت کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح سید احمد اور اسماعیل کی طرف سے حکومت الہیہ کی مخالفت سے اس جرم کی پاداش میں کتنے خنزیروں کو موت نصیب ہوئی (نعوذ باللہ) اسی طرح آج کل کے نام نہاد علماء خود دراصل ڈاکوؤں کا گروہ ہیں۔ منہ کی کھا چکے ہیں۔ ہماری مہربان حکومت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ حکومت کو معلوم کرنا چاہئے ہر آن میدان میں اس کے مددگار و داعی کون ہیں۷۔ا

یہ کتاب مولانا احمد رضا، کلمتہ الحق بحوالہ خواص خان کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔ جو کہ آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں "حضرت مجدد اعظم" بھی فرما رہے ہیں کہ سید احمد شہیدؒ اور اسماعیل شہیدؒ انگریز کے مخالف تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے محمد علی جناح' علامہ اقبال' حالی وغیرہ کو کافر کہا۔ اس کے لئے تجانب اہل السنہ کا مطالعہ کریں۔ دلیر تو اس قدر ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں "مجاہد ملت" عبدالستار خان نیازی نے گرفتاری کے خوف کی وجہ سے اپنی داڑھی وزیر خاں کی مسجد میں منڈوا دی اور پھر پکڑے بھی گئے۔ اس مجاہد کے دو پوز دیکھنے کے لئے "تاریخ اصرار" ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سلطان ٹیپو کے والد سلطان حیدر علی نے میسور میں ہندو حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کی تھی مگر ان دنوں وہاں ابھی شریعت کا نفاذ نہیں کیا تھا۔ اور نہ ان کو اس کی مہلت ملی (الاعتصام)

۲۔ مشرق میگزین ۳ مئی ۱۹۸۵ء

۳۔ شاہراہ اعظم ۲۲۲

۴۔ بنگال کی سولہ سالہ جہد آزادی ص ۱۵۷ تا ۱۶۰

۵۔ صحیفہ غالب ص ۱۱ - ۱۲

۶۔ مقالات سرسید ج ۱۶ ص ۳۲۷

۷۔ علم و عمل ج ۱ ص ۲۵۴

۸۔ تذکرہ علماء ہند ص ۳۷۶

۹۔ تاریخ داستان اردو ص ۳۸۷

۱۰۔ عذر کے چند علماء ص ۳۳

۱۱۔ ۱۸۵۷ جنگ آزادی ایوب قادری ص ۵۵، ۵۶

۱۲۔ باغی ہندوستان ص ۱۲۶ اس صفحے کے حاشئے میں لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ یہ تمام علماء دل سے انگریز کے خلاف تھے۔ مگر ان سب نے عملی جہاد میں حصہ نہیں لیا۔

۱۳۔ باغی ہندوستان ص ۱۴۰

۱۴۔ سیر ہندوستان ص ۴۲

۱۵۔ تاریخی روزنامچہ ص ۱۶۲

۱۶۔ باغی ہندوستان ص ۱۷ ۳۱۷ ۱۸۰ / ۱۸۰

۱۷۔ کلمتہ الحق بات نمبر ۲ ص ۵۴ بات نمبر ۳ ص ۷۷ بحوالہ روئیداد مجاہدین ہند ص ۴۷۴ / ۴۷۵

اتحاد اُمت کیسے ممکن ہے ؟

شیعیت کا آغاز کہاں سے ہوا ؟

اُمت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی سازش کس نے کی ؟

ایران شیعیت کی آماجگاہ کیسے بنا ؟

شیعہ کے حقیقی عقائد کیا ہیں ؟

یہ سب تفصیلات جاننے کیلئے امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف

الشیعہ والسنہ اُردو کا مطالعہ بہت ضروری ہے

ناشر ادارہ ترجمان السنہ ملنے کا پتہ مکتبہ قدوسیہ

۷۵۴، شادمان ــــ لاہور اُردو بازار ــــ لاہور